

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَخْبَارِ وَالرُّهْبَانِ
لَيَا كُونُ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ؛

ترجمہ: اے ایمان لانے والوں مولویوں اور پیروں کی اکثریت کا حال
یہ ہے کہ وہ لوگوں کا مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں اور اسی پر بس
نہیں کرتے بلکہ انکو اللہ کے راستے سے بھی روک دیتے ہیں۔ (سورہ توبہ آیت ۳۴)

ایک استاد اور شاگرد کے درمیان

کچھ شب مکالمہ

اور

شیخ و تلمیذ کے درمیان مکالمہ

www.sirat-e-mustaqeem.net

مسجد نو حیدر آباد

تحصیل صوبائی ضلع مردان، صوبہ سرحد

رستم (صوبہ سرحد) کے مدرسہ تعلیم القرآن کے استاد شیخ القرآن مولوی عبد السلام صاحب اوران کے ایک پرانے شاگرد محمد ہادی بن داؤد تور ڈھیر والے کی طویل عمر کے بعد ملاقات ہوتی ہے۔ علیک سلیک کے بعد دونوں درج ذیل افراد کی موجودگی میں مدرسہ تعلیم القرآن رستم کے ایک بند کمرے میں بیٹھتے ہیں اوران کے درمیان بات چیت کا آغاز ہوتا ہے۔

(۱) حاجی محمد مسکین صاحب (۲) حاجی عبداللہ صاحب (۳) حاجی عبدالقہار صاحب (۴) عبد الولی صاحب (۵) عبدالرشید صاحب (محمد ہادی صاحب کے فروری عزیز بی بی) (۶) مولوی عبدالحی صاحب۔ مدرسہ جماعت اشاعت التوحید والسنۃ (تور ڈھیر) (۷) مولوی عزیز الرحمن صاحب۔ سفیر مدرسہ تعلیم القرآن رستم۔ (۸) مولوی عبدالواحد صاحب۔ طالب علم (۹) مولوی عبدالرحمن صاحب۔ طالب علم۔ استاد۔ (شاگرد سے) کیوں؟ رکن مسائل میں تم ہم سے استاذان کہتے ہو؟ شاگرد۔ سماع ہوتی، خود روح، تعویذ اور دی اور پراہمت وغیرہ سے متعلق۔ استاد۔ سماع ہوتی اور خود روح پر قرآن لوگوں سے بات کرو جو ان چیزوں کے قائل ہیں۔ ہم ان کے قائل نہیں۔ سماع ہوتی علی کے قائلین کو تو ہم کافر و شرک کہتے ہیں۔ جیسے مولوی احمد اللہ آف ڈاگھی وغیرہ۔

شاگرد۔ (تھوڑی دیر سوچنے کے بعد، کہ چلے جا یہاں تک تو پہنچے یہاں تک تو آئے، اچھا، استاذ محترم! تعویذ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

استاد۔ ہم قرآنی تعویذ کو جاننا سمجھتے ہیں اور غیر قرآنی کو ناجائز۔

شاگرد۔ مگر جناب! یہ تقسیم قرآنی اور غیر قرآنی کی آپ کی خانہ ساز ہے۔

استاد۔ تعویذ کے شرک ہونے کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟

شاگرد۔ (پورے اعتماد کے ساتھ) اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث

(۱) مَنْ تَعَلَّقَ بِخَيْمَةِ فَقْدَ الشَّرْكَ جَس نے تعویذ لنگائی اس نے شرک کیا۔

(۲) مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وَكَلَّ الْيَدِ جَس نے کوئی بھی چیز لنگائی وہ اسی چیز سے

حوالے کر دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۳۸۹) اور یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں۔

استاد۔ (قدے درشت سمجھیں، شئی میں تو چادر، رومال اور پستول وغیرہ سب چیزیں آتی ہیں۔ تو کیا ان سب پر چادر و رومال کا رکھنا یا پستول وغیرہ لنگائی شرک ہے؟

شاگرد۔ (تخل سے) جناب! حدیث میں آتا ہے کہ عبادت کرنے والے تابعی زمین صحابی سے پوچھتے ہیں: اَلَا تَعَلَّقُ خَيْمَةً۔ کیا آپ (بیماری کیلئے) تعویذ نہیں لگاتے؟ تو صحابی جواب دیتے ہیں: نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَٰلِكَ (کہ ہم ایسی بات سے، یعنی تعویذ لنگانے سے، اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔ بات یہاں تعویذ کی ہو رہی ہے، نہ کہ چادر، رومال یا پستول کی۔

استاد۔ اچھا، تم قبیحہ سے کیا معنی لیتے ہو؟

شاگرد۔ ہر قسم کے تعویذات۔

استاد۔ قبیحہ دھماگے اور تار کو کہا جاتا ہے۔

شاگرد۔ جناب! آپ غلط فرما رہے ہیں۔ دھماگے اور تار کو خیط اور سیر کہا جاتا ہے۔ جس طرح ایک روایت میں آتا ہے، فَرَأَى فِي عَصِيدَةٍ سَيْرًا فَقَطَعَهُ (حذیفہ نے اُس مرعیں کے بازو پر تار بندھا ہوا دیکھا، تو اسے کاٹ دیا)۔

استاد۔ (جھنجھلاہٹ سے) تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ قبیحہ تعویذ کو کہا جاتا ہے؟ شاگرد۔ لغات کی کتابوں میں بھی یہی معنی لئے گئے ہیں (یعنی تعویذ)۔

استاد۔ (تھکنا لہجہ میں) مثلاً کوئی لغت؟

شاگرد۔ (نری سے) مثلاً فیروز اللغات۔

استاد۔ (بے اعتنائی سے) فیروز اللغات تو شیعوں کے بھی ہے۔

شاگرد: یہ سوچتے ہوئے کہ آپ عالمانہ مکاری کے ذریعے ساری نفات رد کر دی جائیگی،
 (مثلاً الخجاءات للنفات۔ قاموس وغیرہ۔ ان سب نفات میں نتیجہ کے معنی
 تعویذ لئے گئے ہیں۔ اور شیخ القرآن عبدالسلام صاحب ضداور عناد میں اگر ان سب
 کو تنبیہ اور اضافی قراءتوں کے علاوہ ایک شہور عالم دین ہوتے ہوئے ان کو یہ
 معلوم ہونا چاہیے کہ تنبیہ پر قسم کے تعویذ، قرآنی ہوا بغیر قرآن بلکہ باطنی یا حسنی
 والے تعویذات کو بھی جائز سمجھتے ہیں) استاد کو دوسری طرف لانا ہے۔ کہ استاد محترم!
 مشکوٰۃ کے حاشیہ پر نتیجہ کے معنی تعویذ لئے گئے ہیں۔ کیا صاحب مشکوٰۃ بھی جیسے؟
 استاد: (شاگرد کے مندرجہ بالا سوال کو پوری چالاکی سے غصہ کرتے ہوئے) نتیجہ مشکوٰۃ
 کو کہا جاتا ہے۔ پھر بولیں دلیل دی کہ حاشیہ مشکوٰۃ کی بات تو اتنے ہولناک ہے
 تعویذ کو کہا جاتا ہے لیکن دوسری بات نہیں مانتے کہ اسی حاشیہ پر لکھا ہے کہ
 ”جب تعویذ اسما اللہ سے ہوں تو جائز ہیں۔“

شاگرد: اس وقت بات تعویذ کے معنی کی ہو رہی ہے۔ اس کے جواز یا عدم جواز کی نہیں
 ویسے تعویذ کا شرک ہونا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ثابت ہو چکا ہے۔

ادار آپ کی یہ دلیل خود آپ پر چرچاں ہو رہی ہے۔
 استاد محترم! نتیجہ (نہو عام) ہے۔ اس اسم میں غیبت ہے۔ آپ
 کیوں مطلق کو مفتیہ اور عام کو خاص بغیر کسی دلیل کے مانتے ہیں؟ جو اصول کے خلاف ہے۔
 استاد: (برہم ہو کر) میرے ساتھ علمی بحث کرتے ہو۔ تم میرے سرٹا کر ہو۔ میرے مقابلے
 میں تم جاہل ہو۔

شاگرد: سوچ لیجئے۔ آپ کی شاگرد ہوں۔ ویسے میں علم کا دعویٰ نہیں کرتا۔
 استاد: (پینتر ابدتے ہوئے) وَیَسْتَلْکُمْ وَیَسْتَلْکُمْ وَیَسْتَلْکُمْ (کیا معنی ہیں؟)
 شاگرد: (منافقین) تم سے (مومنوں کی مجلس سے) چپکے چپکے کھٹکتے ہیں۔ (النور: ۶۳)
 استاد: یہی معنی ہیں؟
 شاگرد: آپ ہی سے سیکھا ہے۔ صحیح و غلط کی ذمہ داری آپ پر ہے۔

استاد: شاگرد ہوتے ہوئے اس طرح گستاخ بن گئے ہو؟
 شاگرد: جناب میں حق کا اظہار کرنا اور حق کھیلنے لگانا مستحق نہیں۔ یہ آپ ہی کی بکھا ہے۔
 استاد: (زنج ہو کر پینتر ابدتے ہوئے) ڈاکٹر عثمانی کو تم لوگوں نے نبی بنالیا ہے۔
 شاگرد: استاد محترم! یہ بہتان ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبی ماننے والا
 کافر ہے۔ یہ آپ کے بہتان تراشی کی ہے۔ ڈاکٹر عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ایک نبی نبی ہیں۔
 شاگرد: یہ بھانپتے ہوئے کہ اس کا استاد اب اسے اصل موضوع سے ہٹا کر
 غیر متعلقہ بحث میں الجھا ناجا رہتا ہے، چونکہ ہوا جاتا ہے اور استاد کو اصل موضوع
 کی طرف لانے کی کوشش کرتا ہے۔ کچھ دیر خاموشی ہوتی ہے۔ کہ اسی اثنا میں شاگرد
 کے چچا عبدالقادر صاحب مولوی عبدالسلام صاحب سے مخاطب ہوتے ہیں۔
 ”جناب! گذشتہ سال ڈاکٹر عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گاؤں دور دھیر آئے تھے۔“

ان کے جانے کے بعد اترتے کو آپ نے دور دھیر میں تقریر کی تھی اور دعویٰ کیا تھا کہ تعویذ کے جواز
 میں آپ کے پاس دو سند دلائل ہیں۔ لیکن آپ نے اس دعوے کے باوجود اس وقت کوئی دلیل
 پیش کی تھی اور نہ آج میرے بھیجے کے سامنے بھی کوئی دلیل پیش کر سکے ہیں۔ بلکہ اٹا یا آپ کا
 شاگرد تعویذ کے رد میں آپ کو دلائل دے رہا ہے۔ اس پر شیخ القرآن عبدالسلام صاحب
 غصے میں آگئے اور ان سے کہا: چپ ہو جاؤ گئے! عبدالقادر صاحب چونکہ ایسے ماحول سے
 ناواقف تھے۔ اپنے بھتیجے محمد ہادی صاحب سے مخاطب ہو کر انہوں نے کہا: ”دیکھو یہ مولوی
 (آپ کا استاد) مجھے ٹٹا کر رہا ہے۔ اس پر استاد مولوی عبدالسلام صاحب جھٹ سے بولے کیوں؟
 اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انسان کو کئے کے الفاظ سے یاد نہیں کیا ہے؟ یہ سن کر محمد ہادی صاحب
 (شاگرد) نے اپنے چچا کو ان الفاظ میں تسلی دی کہ ”میرے استاد صحیح تھے ہیں۔ اللہ ایک بے قرآن
 میں اس انسان کو جو دین کو کچھ کر اس کے عوض مال ہوتا ہے، نہ کہتا ہے۔ اگر یہ مفت آپ کے اندر
 موجود ہے تو فیضان آپ گئے ہیں اور اگر نہیں تو پھر ناراض نہ ہوں۔“ ”عاقلاً راشداً وفانی است۔ اب
 استاد: (شاگرد سے مخاطب ہو کر) میرے ساتھ ساتھ جاہل کرو۔
 شاگرد: بہت حاضر ہے۔ اٹھئے۔

استادہ خاموش ہے۔ شاگردہ (دوبارہ) اٹھئے جناب مباحلہ کریں۔ استادہ خاموش ہے۔ شاگردہ (تیسری بار) اٹھئے جناب! دین اسلام پر غیبت کرنا جان و مال کو دشمنان کرنا مومن کا خاصہ ہے۔

استادہ اب بھی خاموش ہے۔ شاگردہ (چوتھی بار) اٹھئے حضرت! اپنے مجھے مباحلہ کی دعوت دی ہے۔ میں تیار ہوں۔ آئیے مباحلہ کریں۔ استادہ (شاگردہ کے ناموں سے مخاطب ہو کر) اس کو یہاں سے نکال دو۔ اس کے ہوتے ہوئے، اس کی موجودگی میں، میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ اس کو یہاں سے نکالنا چاہیئے۔

شاگردہ بہتر جناب! آپ کی مہمان نوازی کا بہت بہت شکریہ! بندہ فساد نہیں دیکھتا۔ شاگردہ اپنے چچا اور دیگر ساتھیوں سمیت وہاں سے نکل آیا۔ اس وقت اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے، بَدَاءَ الْاِسْلَامِ مَعْرُوبًا وَ سَيِّعُوْهُ كَمَا كَانَتْ اَفْطُوْنِ لِلْعُرْبَاءِ۔ اور جس کاڑھی سے آئے تھے اُسی کے ذریعہ اپنے گاؤں تور دھیر کی طرف روانہ ہو گئے۔

(۲)

ادھر گاؤں تور دھیر میں جلد ہی خفیہ خبر رساں انجینی کے ذریعے اپنے حلقہ میں مختلف کہانی سنائی جاتی ہے۔ عجیب عجیب باتیں سننے میں آتی ہیں۔ لوگوں میں چوسچیاں بوری ہیں کہ شاگرد (محمد ہادی بن محمد داؤد) اپنے استاد "شیخ القرآن" مولوی عبدالسلام صاحب سے شکست کھا کر بھاگ آئے ہیں وغیرہ۔ اس نیدہ دلیری

سے کذب بیانی پر توجہ ہوتا ہے۔ یا الہی کیا ہر فتنہ دور ہے! سچ کو چھوٹا اور جھوٹ کو بڑا قرار دیا جاتا ہے۔ لوگوں کو حقیقت سے واقفیت دلانے کیلئے مجدد توحید تور دھیر سے لاؤڈ اسپیکر پر سارا واقعہ محمد ہادی صاحب نے سنایا، جس پر مخالفین کو بڑی تکلیف پہنچی، چنانچہ انہوں نے بھی لاؤڈ اسپیکر پر بہت شور مچایا۔ چند دنوں بعد اعلان ہوا کہ شیخ القرآن خود تور دھیر تشریف لارہے ہیں۔

جمعہ کی رات تھی۔ مجدد توحید تور دھیر میں ماہانہ پروگرام تھا جس میں ہمارے صوبائی امیر غر خطاب درانی صاحب کو صلاۃ مغرب کے بعد خطاب کرنا تھا۔ لیکن محمد ہادی صاحب کی درخواست پر اس پروگرام کو روک دیا گیا۔ چونکہ دوسری طرف مولوی عبدالسلام صاحب کی تقریر کا پروگرام تھا۔ اسی لئے یہ مناسب خیال کیا گیا کہ ان کو اور ان کے سامعین کو کسی دشواری کا سامنا نہ ہو اور اس طرح ان کو کسی شکایت کا موقع نہ ملے۔ چنانچہ ہماری طرف سے خاموشی رہی۔ اگرچہ جماعت اشاعت التوحید والسنہ کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا کہ جب کبھی بھی ہمارے امیر ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تور دھیر آتے اور مجدد توحید میں خطاب کرتے، یہ دینداری کا دعویٰ کرنے والے اور اشاعت التوحید و سنت کے علمبردار اسٹیمپ لائوڈ اسپیکر پر نہ صرف شور و شعاع کرتے بلکہ عام اخلاقیات سے فروتر، انتہائی گندی زبان استعمال کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے۔ مثلاً یہ کہ "ڈاکٹر" کے معنی کیا؟ ڈاک کو ڈاک بنا کر کہتے، دہم کے معنی۔ اور بڑے معنی ٹر ٹر کرنا، یعنی تھتا ٹر ٹر کرتا ہے۔ اللہ گواہ ہے کہ یہ ان کے بڑے بڑے اور خدیجہ شیوخ القرآن وغیرہ کے الفاظ ہیں۔ اس حد تک اخلاقی کا مظاہرہ کرنا ان کا معمول رہا ہے۔ راستے میں معصوم بچوں سے مجدد توحید تور دھیر کے قریب اور بازار میں ہمارے خلاف اور دیوبند، دیوبند زندہ باد کے نعرے لگواتے۔ بہر حال دینداری عزت و شہرت کے طلبہ کاروں اور مسلمی دوکان چمکانے والوں کا ہر جگہ ہی انداز ہے، جبکہ دینی حق کی دعوت دینے والوں اور اللہ کی رضا و خوشنودی اور اس کی لازوال جنتوں کے حصول کی تمنا رکھنے والوں کی نظر ہمیشہ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے انداز

کی پیروی برہوتی ہے۔

مختصر یہ کہ عشاء کے بعد ان کا پروگرام شروع ہوا۔ افتتاحی تقریر مولوی عبدالحی صاحب مدرس، مدرسہ جماعت اشاعت التوحید والستہ کی تھی۔ انہوں نے فرمایا:

"لوگو! یہ ڈاکٹر عثمانی کے ساتھی امام بخاری کو بھی (نعمود باللہ من ہلہ الخرافات) کا فہم تھکتے ہیں۔ ابھی یہ کہا تو نہیں ہے، کچھ عرصے کے بعد کہیں گے اس طرح اشاعت التوحید کا حق ادا کرتے ہوئے مولوی صاحب نے آئندہ آنے والی حالات سے لوگوں کو پہلے ہی باخبر کر دیا۔ ان کی ساری تقریر یا منہج پر تھی اور وہ اپنی "اعلیٰ ظرفی اور بلند اخلاقی" کا اسی طرح مظاہرہ کرتے ہوئے یہاں تک کہ شیخ القرآن مولوی عبدالسلام صاحب کی باری آنی اور مائیک انہوں نے سمجھا لیا۔ آئیے تقریباً دو گھنٹے تک خطاب فرمایا اور اپنے پیشرو کی طرح ساز و در خطابت ڈاکٹر عثمانی اور ان کے ساتھیوں کے خلاف ستمال کیا۔ انہوں نے ہم پر یہ الزام (دہشتان) بھی لگایا کہ یہ ڈاکٹر عثمانی اور اس کے ساتھی مذہب قبر کے مکرم ہیں۔" اے

اس کے بعد انہوں نے اپنے شاگرد محمد ہادی ابن محمد داؤد کو تحریکیت کہا کہ یہ (شاگرد جاہل آدمی ہے وغیرہ) اور پھر تعویذ پر بات شروع کی اور مختلف حوالوں سے تعویذ کے جواز کو ثابت کرنے کی کوشش کی جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ آخر میں لوگوں کے سامنے اپنی ساکھ اور عزت کو برقرار رکھنے کیلئے یک طرفہ بناؤں مباحے کا کھڑاگ چھایا اور کہا: "یا فاعل! بھڑوٹوں پر تیری لعنت ہو۔ لعنة الله على الکاذبین" لوگوں سے کہا امین کہو۔ انہوں نے امین کہا۔ اس طرح ان کا خطاب اختتام پذیر ہوا۔ بعد میں مجدد توحید تورڈھیر سے محمد ہادی صاحب نے لاؤڈ سپیکر پر سورہ اکل عمران کی مبارک والی آیت

لع عذاب قبر کے سلسلے میں ضروری وضاحت اس تحریر کے آخر میں دیئے گئے ضمیمے میں ملاحظہ فرمائیے۔

تلاوت کر کے اس کی تشریح کی اور وضاحت سے بیان کیا کہ مباحے کا مسنون طریقہ یہ ہے۔

آپ ہمارے یہاں ہیں۔ ہمارے گاؤں میں آئے ہوئے ہیں، ہم آپ کی عزت کرتے ہیں۔ آپ ہمارے گاؤں میں اپنی مرضی سے کوئی جگہ منتخب کریں اور مجھے بتائیں کہ میں کونسا جگہ چلوں۔ لیکن جواب نہ دیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ صاحب تشریف لے گئے ہیں۔ لوگوں نے یہ بھی کچھ محمد ہادی صاحب کا اعلان وہاں پر نہیں سنا کیا۔ تاہم یہ بات اپنی جگہ پر آج بھی برقرار ہے۔ حالانکہ اس کا پہلی دفعہ شیخ القرآن صاحب نے دیکھا لیکن بات وہیں تک رہی مزید ہمت نہ کر سکے۔

اللھم ارنا الحق حقائقاً و ارزقنا اتباعہ

وارنا الباطل باطلاً و ارزقنا اجتنابہ

تین چار دن کے بعد شیخ القرآن مولوی عبدالسلام صاحب کے تعویذ کے جواز میں دیئے جانے والے دلائل اور حوالہ جات پر مشتمل تحریر کی فوٹو کاپی مجدد توحید تورڈھیر میں پہنچادی جاتی ہے، جس کا عکس اور محمد ہادی صاحب کی طرف سے دیئے گئے اس کے جواب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اُستاد اور شاگرد کی بات چیت اور بعد ازاں تعویذ کے اثبات اور رد اور دیگر ضروری وضاحتوں پر مشتمل اس تحریر کو پیش کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ متعلقہ علاقوں کے رہنے والے اور دیگر لوگ ٹھنڈے دل و دماغ سے ان کا مطالعہ کریں، قرآن وحدیث کی تعلیمات سے ان کا موازنہ کر کے غور و فکر کے بعد انصاف کے ساتھ اس کا فیصلہ کریں کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ پھر حق کا ساتھ دیں اور باطل کا رد کریں۔ کیونکہ ایک دن ان کے ہاں جانے ہے اور وہاں پر اس بات کی جواب دی جی ہوگی۔ تو ملاحظہ فرمائیے تعویذ کے اثباتی دلائل اور ان کا رد۔

عکس عربی تحریر:-

تعوید کے اثبات میں مولوی عبدالسلام صاحب کے دلائل کا رد

از محمد ہادی ابن محمد داؤد (تور ڈھیر، صوبہ سرحد)
 "بیخ القرآن والحديث، مناظر الاسلام، فصيح اللسان، امير جماعت اشاعت التوحيد
 والتمه صوبه سرحد" مولوی عبدالسلام صاحب (رحمہ اللہ) تعوید کے جواز میں اپنے دلائل
 کا آغاز فرماتے ہوئے پہلے ہائے میں رقمطراز ہیں کہ "تعوید کے مکین جو اپنے حق میں
 حدیث، "من تعلق قیمۃ فقد اشرك" پیش کرتے ہیں، جاہل ہیں، بغیر علم کے۔
 تمیمہ اور تعوید کا فرق نہیں سمجھتے۔ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ قرآنی وغیر قرآنی تعوید شرک
 ہے۔ حالانکہ تمیمہ اور تعوید میں فرق فصیح عربی زبان سے ثابت ہے۔ اس کے بعد
 نہایت کجاوالہ دیا ہے کہ "یہ ممکن ہیں جن کو عمر کے لوگ نظر سے بچاؤ کیلئے اپنی اولاد
 کو باندھتے تھے" "بیخ القرآن والحديث" کا سا زور اس بات پر ہے کہ "تمیمہ" منکے کو کہا
 جاتا ہے، جو ان کی خام خیالی اور خود فریبی ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ جو لوگ تمیمہ میں قرآنی
 تعوید کو شامل کرتے ہیں وہ زہر سے جاہل ہیں، حالانکہ اگر تھوڑی دیکھ لیں، دوسروں کو جاہل
 کہنے والے "فصیح اللسان" تعصب، ہرٹ دھری اور کابر پرستی سے علیٰ ہموک خود فراموش
 تو یہ بات درز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس "تمیمہ" کی عمویت میں کوئی تخصیص
 نہیں ہے اور یہ اہم قرآنی وغیر قرآنی تعویذات، منکوں اور گنہگاروں سب کو محیط ہے۔
 بہر کیف میں اس بحث کو سرد دست موخر کرتا ہوں، پہلے مولوی عبدالسلام صاحب
 کے جوابات، جو انہوں نے تعوید کے جواز میں تحریر کئے ہیں، کا جواب ملاحظہ
 فرمائیے:-

مولوی صاحب مصنف عبدالرزاق کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"قال في المصنف عبدالرزاق، كتاب الحديث، قال اخبرنا مضمهر عن
 ايوب قال، رايت ابا قلابا يكتب كتابا من القرآن، ثم غسله بماء
 وسقا، وجلا بماء، بوجع كان من جنس الجنون. ۱۵۲، عبدالرزاق
 جلد ۱۱"

عبدالرزاق، مضمهر سے، وہ ایوب سے۔ ایوب کہتا ہے کہ میں نے ابوقلابہ کو
 دیکھا کہ قرآن سے کچھ لکھا پھر اس (لکھائی) کو پانی سے دھویا اور اسے (پانی کو) ایک ایسے
 آدمی کو بلا یا جس کو جنون قسم کے مرض کی تکلیف تھی، ملاحظہ فرمائیے تنازعہ کس چیز میں ہے
 اور جو لکھا یا دیا جا رہا ہے وہ کسی سے کچھ کہا ہے "ملا آں باشد کہ چپ نہ باشد"
 (ملا وہ ہے کہ چپ نہ ہے)۔ ملا یہ بھی کہا کرتا ہے کہ "تیسرے سوال کو سمجھا نہیں سکیں
 جواب دس لے لو۔"

ہم فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ "تعوید لکھنا شرک ہے" باقی قرآن کی
 آیت لکھ کر، اس کو دھو کر پینا مکروہ ہے۔

خیر! اب ان رواق کے حالات سنئے۔ بحوالہ المحدث، المزجاة لفتح المشكاة
 عبدالرزاق بن حنبل، ان کی بحیرت تصانیف بھی تھیں، آخر عمر میں مایوس ہو گئے تھے کتاب
 کا پڑھنے والا دھو کر دیتا تھا۔ بعض علماء ان پر شیخ کا التزام صلی لگاتے ہیں۔ ۹۳۔ گویا
 تعویذات کو جائز کہنے والے اور ان کو رواج دینے والے ہی اصل میں شیعی ہیں۔ اب آئیے،
 اس میں "ایوب" تبع تابعین میں مجہول الحال یا مستور الحال ہیں، ملا۔ "ابوقلابہ" علاوہ
 محدث ہونے کے فقیہ بھی تھے، لیکن باوجود ان دہیوں کے انصابت کی جانب میلان تھا۔
 کبار مالکیہ سے منقول ہے کہ "ابوقلابہ" فقہ تابعین میں سے نہ تھے بلکہ ان کا شمار
 ناصبیوں میں تھا ۱۵۲۔ دیکھ لیں آپ نے قرآن پاک کو لکھ کر پانی میں محلول کرنا پلانا
 انصیبوں کا کام ہے۔

اس کے بعد تفسیر روح المعانی جلد ۱۵ میں سے کچھ ادھورے حوالے
 دیئے ہیں۔ وہاں صفحہ ۱۴۵ (جلد ۱۵) پر ان کو یہ نظر نہیں آیا۔ "فمنع ذلك الحسن
 والتخعي ومجاهد" وہاں ان کو ابن السیبی کی بات تو نظر آئی لیکن اسی صفحہ ۱۴۵
 پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں آیا، ابوداؤد میں حدیث جاہز "ات
 النبي صلى الله عليه وسلم سئل عن النشرة فقال هي من عمل الشيطان"
 ترجمہ: عابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نشہ رتن

جھوٹ اتارنے کے عمل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ "یہ شیطان عمل ہے" اس کے بعد مجاہد کے بارے میں لکھا ہے "هو التاجی وقال المفسرین اذا ناك التفسیر عن المجاهد فلا تسئل عن الغیر" یعنی وہ تابعی ہیں اور مفسرین کہتے ہیں کہ جب آپ کو مجاہد سے تفسیر ملے تو پھر کسی اور سے نہ پوچھئے۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مجاہد تفسیر قرآن کے امام ہیں۔ پھر ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں: "لا یأمن ان تکتب القرآن شئ سقیہ المریض" "کو قرآن کو کھچ کر پانی میں گھول کر مریض کو پلانے میں کوئی حرج نہیں۔ حالانکہ اسی تفسیر کی جلد ۱۵، ص ۱۳۵ پر ان کے متعلق لکھا ہے کہ حسن بصریؒ - ابراہیم غنیؒ اور مجاہدؒ کبار تابعین میں سے ہیں اور وہ ان کاموں سے لوگوں کو نیک بنی کرتے تھے۔

سیوطی کا جو حوالہ دیا ہے، اس کی تفسیر الاتقان فی علوم القرآن میں تو یہ بھی ہے کہ زرخشی کا قول ہے کہ "جن لوگوں نے ظرف کے اندر قرآن لکھ جانے کے مسئل میں تفریح کر دی ہے۔ انانچہ ایک شخص عماد النبیؒ ہیں لیکن انہوں نے صاف طور پر یہ بھی کہہ دیا ہے کہ جس درجہ میں کوئی آیت لکھی ہو اس کا نکل جانا بوجہ جائز ہے" (ص ۱۴۴)۔ پھر سفیان ثوری کا حوالہ دیا ہے۔ یہ باوجود امام اور ثقہ ہونے کے کبھی کبھی تدلیس کرتے تھے۔ تبع تابعین میں سے ہیں۔ (ص ۱۶۵)۔ اس کے بعد "قال مصنف ابن ابی شیبہ باب الترخصه فی القرآن ان یتکتب لمن سقی" لکھ کر پانی پر دم کرنے کے حوالہ دیے ہیں۔ ان میں ایک "حدثنا ابو یوسف قال حدثنا علی ابن سہر عن ابی یعلیٰ عن الحكم عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ ہے۔ اس میں سب سے پہلا راوی ابو بکر ہے "تقریب" میں ابو بکر بن ابی مریم کا ذکر ہے جن کو صاحب تقریب نے ضعیف لکھا ہے (ص ۲۳۳) اس میں ایک راوی حکم بھی ہے۔ یہ اصل میں حکیم بن غزالیؒ ہے۔ "تقریب و تہذیب" میں ان کو حکیم بن ظہیر الغزالیؒ لکھا گیا ہے۔ یہ تبع تابعین میں ہیں۔ ان پر فرض کا الزام ہے

ابن معین نے متهم بالکذب لکھا ہے۔ بخاری نے ان کو متروک الحدیث بتایا ہے۔ (ص ۲۳۳) اس طرح کی روایات کو قرآن وحدیث کی واضح تعلیقات کے مقابل میں (محض اپنے موقف کی تائید اور اپنے اکابرین کے دفاع میں) صرف وہی لوگ پیش کرنے کی جرات کر سکتے ہیں جنہیں آخرت کی جوابدہی کا کوئی خوف نہ ہو۔

اس کے بعد صفحہ کے آخر تک پانی پلانے یا نسر پڑانے کے جتنے حواجات ہیں ان میں ابو بکر ہے جس کا حال گورچکا ہے جو ضعیف ہے۔ البتہ ابو بکر کیساتھ اب ہشام بھی ہے۔ ہشام بن زیاد تبع تابعین میں سے ہے وہ بالاتفاق علماء قابل اعتماد نہیں۔ تقریب میں اس کو متروک لکھا گیا ہے۔ (ص ۱۹)۔ سعید بن جبیرؒ پر تعویذ کا الزام لگانا ابو بکر کے ضعف پر اور صحیح دلائل کرتا ہے، کیونکہ وہ صحیح کی صحیح روایت میں آپ سے مروی ہے کہ کبھی کا تعویذ کا ثنا ایک غلام کو آزاد کرنے کے برابر ہے۔

دوسرے صفحہ کا آغاز پھر ابو بکر سے ہوتا ہے، اس میں ایک عبد الملک بھی ہے۔ "الہدیۃ المزیجۃ" میں تین عبد الملک ہیں۔ ایک عبد الملک بن عبد العزیزؒ انکو تدلیس کی عادت تھی۔ دوسرے عبد الملک بن یحییٰ کبھی تدلیس پر مال کرتے تھے۔ آخری عبد الملک حفظ کمزور کیا تھا یہ عبد الملک بن رواحہ (رضی اللہ عنہ) اس کے بعد ابو نعیم ہے جس کے بارے میں علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ حافظہ حدیث ہونے کے باوجود مشیعہ تھا۔ یحییٰ بن معین نے بھی انہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ (میسران ج ۲ ص ۳۵)

اس کے بعد پھر مصنف عبد الرزاق کے باب العلانہ میں ابن جریجؒ نمودار ہوتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ کون ہیں؟ یہ وہی عبد الملک بن عبد العزیزؒ ہیں جن کا حال اوپر ذکر چکا ہے (ص ۲۹)۔ آخر میں قرطبی (ص ۳۱، ج ۱۰) کی ایک روایت لائے ہیں۔

وخرج فی (کتاب المذبح) من حدیث البتیری بن یحییٰ قال حدثنی معتمر بن سلیمان عن لیث عن ابی سلیم عن

الحسن عن ابی امامہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

پہلے تو تنازع اس بات میں ہے کہ یہ کتاب "المذبح" ہے یا "المذبح" اس لئے قرطبی لکھتے ہیں "وَلَمْ يَذْكُرْ التَّصْوِيبَ" پہلے تو کتاب ہی مجہول رہی پھر متن کو دیکھنے کے اس میں کتنی نکارت ہے کہ "ان تکتب بزعفران او بمسح" یعنی المغرة کہ زعفران یا مسح مٹی سے لکھا جائے۔ قبل اس کے کہ اس روایت کی سند اور متن پر بات کی جائے ملاحظہ فرمائیے تو یہ کہ جائز ماننے والوں کی علمی مہارت، کثرت کو لیس لکھتے ہیں "او بمسح یعنی المغرة" کو او بمسح عن المصهر لکھتے ہیں۔ دوسروں کو جاہل کہنے والوں کو خود اپنے آپ پر نظر الاتی چاہیئے۔ اب متن کی نکارت ملاحظہ ہو۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ اعوذ بکلمت اللہ التامہ۔ اے زعفران یا مسح مٹی سے لکھ کر پھر اس کو پانی میں گھول کر اس سے وضو کیا جائے۔ حالانکہ صحیح روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس کو پڑھا کرو۔ آپ کو یہ بات اسی تفسیر قرطبی سے معلوم ہو جائے گی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا ایک صحابی یا تابعی تک یہ بات قبول نہیں کرتے کہ ایسا پانی استعمال ہو جائے یا نہایت میں گرجائے۔ نہ کہ دیکھتے کتاب بھی مجہول۔ السیر بن یحییٰ و متمر بن سلیمان مجہول الحال ہیں۔ جن سے جن بن ابی جعفر الجعفی تبع تابعین میں سے ہیں۔ گو بڑے عابد و زاہد تھے مگر محدثین روایت حدیث میں ان کو ضعیف سمجھتے ہیں۔ (ص ۳۷)۔

قرآنی حروف کو جسے والوں اور گھول کر پینے پر ڈالنے اور وضو کرنے والوں کو اسی تفسیر قرطبی (ص ۱۹-۳۱۸) میں ابراہیم نخعی کی یہ بات نظر نہ آئی۔ قال النخعی: اخاف ان یصیبه بلاء و کافۃ ذہب الی اللہ ما محسی بہ القرآن فہو الی ان یعقب بلاء اقرب منه الی ان ینفید شفاء نخعی نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اُسے مصیبت یعنی تکلیف پہنچ جائے۔ جب قرآن کے حروف کو گھستار ہے تو بہ نسبت اس کے کہ اس کو شفا دہاں مل جائے، تکلیف کا پہنچنا

اس کو قریب ہے۔

کاش کہ یہ اُمت اس بات پر عمل پیرا ہوتی۔ پھر کہتے ہیں "قال مالک: لا یأس بتعلیق الکتب التی فیہا أسماء اللہ علی اعتناق الرضی علی وجہ التبرک بها اذ المرید معلقها بتعلیقها مدافعة العین۔ اب اس میں یہ ہوا یا قصد انہوں نے حرف "لہ" نہیں لکھا؟

یہ بات اللہ ہی جانتا ہے اور یہ معاملہ اُسی کے حوالے ہے۔ عالم الغیب صرف وہی ہے۔ یہ کوئی مالک ہے۔ یہ امام مالک یا جو بھی ہو، ان کی یہ بات ہمارے لئے مضر نہیں اور مجوزین کے لئے نفع بخش نہیں۔ انہوں نے تبرک کا تعلیق کا لکھا ہے جو سلف صالحین، بحی سے ثابت نہیں۔ دفع نظر، بیماری کے لئے انہوں نے بھی مانفت کر دی۔ کیونکہ تمیہ (تعوید) کا مقصد ہی دفع نظر یا بیماری سے بچنے کا ہوتا ہے۔ اس لئے انہوں نے کہا ہے "اذ المرید معلقها بتعلیقها مدافعة العین" جب ننگ لے والا دفع نظر کیلئے ننگ لے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ لیکن جب ارادہ ہی ہو کہ اس سے بیماری دور ہو جائے یا نفع لگنے سے بچ جائے تو صاف منع کر دیا۔ اس طرح اس سے بھی حدیث کا مطلب واضح ہو گیا کہ تعویذ لگانا شرک ہے۔ اور اس کو تعویذ کہتے ہی اس لئے ہیں کہ اس سے بیماری اور تکالیف سے پناہ حاصل کرنا مطلوب ہوتا ہے جو کہ شرک ہے۔

اس کے بعد ایک بار پھر زاد المعاد کے حوالے سے ابو قتادہ بن کولائے ہیں جس کا ذکر ہو چکا ہے کہ ناصبیوں میں تھا (ص ۱۵۲) اور سب سے آخر میں محمد بن اسحاق کی روایت، جس پر بجائے اس کے کہ میں کچھ کہوں تعویذ کے قائلین کو جانیئے کہ اپنی جماعت کی کتاب "تکلیف الخاطر" کا مطالعہ کریں تاکہ انہیں کچھ سکون حاصل ہو۔ مروی شیب عن ابیہ عن جلد ۱۰ کی

سند پر بھی محدثین نے کلام کیا ہے۔ (ص ۳۲-۱۳۲)۔

سطور بالا میں تعویذ کے جواز پر ایمان رکھنے والوں کے جملہ حوالہ جات پر روشنی ڈال کر یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ ان کے اس باطل دعوے کی کوئی جڑ بنیاد نہیں، قرآن و حدیث کی تعلیمات سے اس کے جواز کا کوئی ثبوت نہیں ملتا بلکہ وہ اس کا رد پیش کرتی ہیں۔

اب تمبیح کس کو کہتے ہیں؟ اس پر بات ہوگی۔ مخالفین اگر خدا اور ذاتی آنا کو چھوڑ دیں تو ان پر اپنا جہل واضح ہو جائے گا کہ "تعویذ" تمبیح کا فرد ہے، اُس سے جدا نہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے تفسیر "قرطبی" ہی کو دیکھئے جس سے مولوی عبدالسلام صاحب نے حوالہ جات کے انبار لگائے ہیں۔ تفسیر قرطبی (جلد ۷) ص ۳۲۰ قال الجلیل ابن أحمد: التبیحہ قلاذۃ فیہا عوذ، "تمبیحہ کوئی بار (پٹی) یا لڑی وغیرہ ہوتا ہے جس میں تعویذ ہوں"۔ یہ بھی معلوم ہو کہ عوذہ ج عوذ ہے جو تعویذ کہلاتا ہے۔ پھر لکھا ہے والودعۃ خرز (دانے، منکے)۔ دیکھ لیا جہاں بلا علم کون ہے؟

اور ملاحظہ فرمائیے، کمال تو یہ ہے کہ خود بھی مرقاۃ کا حوالہ دیتے ہیں کہ "والتامہ جمع قسیمۃ وہی التعویدۃ التي تعلق علی الصبۃ" کہ "تتام" تمبیح کی جمع ہے اور یہ وہ تعویذ ہے جو بچے کو باندھا (لٹکایا) جاتا ہے۔ عجیب معاملہ ہے، ایک طرف تو مرقاۃ کی بات خود تسلیم کرتے ہیں لیکن دوسری طرف مخالفت برائے مخالفت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمارے بارے میں لکھتے ہیں، "فاتحہ جہاں بلا علم کا یعلمون الفرق بین التبیحۃ والتعویدۃ" کہ "یہ جاہل ہیں، تمبیح اور تعویذ کے درمیان فرق نہیں جانتے"۔ صاحب مرقاۃ نے بات واضح کر دی کہ تمبیح تعویذ کو کہا جاتا ہے۔ ہاں! ہم کہتے ہیں کہ تمبیحہ قائم سے ہے۔ ام نہ کہہ ہے۔ اس لئے اس پر ہر اس چیز کا اطلاق ہوگا جو اس غرض سے لٹکائی جائے کہ اس سے میری غرض پوری ہو جائے گی یا بیماری۔ نظر۔ تکلیف رفع

ہو جائے گی۔ اسی لئے اس کو تمبیحہ کہا جاتا ہے۔ اور یہ قرآنی و غیر قرآنی تعویذ۔ دانوں، منکوں، خرزات اور گندوں میں سے کسی ایک چیز کے لئے مخصوص نہیں بلکہ یہ تمام اشیاء اس کے افراد ہیں اور یہ اسم ان سب اشیاء کو شامل ہے۔ یہ اسم جامد نہیں کہ کسی ایک چیز پر جمود (ٹھہراؤ) کرے بلکہ مشتق ہے اس لئے اس میں تخصیص نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں: "کانوا یکوہون التماسۃ کلھا من القرآن وغیر القرآن"۔ یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام تعویذات کو ناجائز سمجھتے تھے، چاہے قرآنی تعویذات ہوں یا غیر قرآنی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ "شیخ القرآن" صاحب ابراہیم نخعیؒ کے بارے میں (جنہوں نے جملہ تعویذات کو تمام کہا ہے) کیا خیال ظاہر کرتے ہیں کہ ان کا شمار جاہلوں میں ہوتا ہے یا علماء میں؟

یہاں تعویذات پر عقیدہ رکھنے والے ہم سے لفظ کراہت پر بھی مخالفت کریں گے کہ "میکروہون" کا لفظ آیا ہے، اس لئے تعویذات مکروہ ہیں۔ اس کا جواب ہم "ترۃ عیون الموحیدین" (شرح کتاب التوحید، تالیف شیخ عبدالرحمن بن حسن) کے حوالے سے دیتے ہیں۔ علقمہ، اسود، حارث، ابوداؤد، عبید اللہ، مسروق، ریح، ابن خثیم، سوید بن غفلہ رحمہم اللہ، جو عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھی اور عظیم المرتبت تابعین میں سے تھے، لفظ کراہت کا اطلاق حرام اشیاء پر بھی کرتے تھے۔ (ص ۱۶۴)۔ ان کا موقف اس سلسلے میں بلاشبہ درست تھا۔ کیونکہ قرآن کریم کے علاوہ تعویذات کی حرمت

۲۰
پر تو کوئی شبہ نہیں ہے۔ رہا قرآن کریم کی آیات سے تعویذ کا معاملہ تو اس کی نفی
تین وجوہ کی بنا پر ہے :-

- (۱) نفی کی عمومیت میں قرآن کریم بھی شامل ہے۔
- (۲) آیات قرآنیہ سے تعویذ، غیر قرآن سے تعویذ کا ذریعہ بن سکتا ہے۔
جس سے غیر قرآن سے تعویذ کے عدم انکار تک نوبت پہنچ سکتی ہے۔
- (۳) آیات قرآنیہ کے تعویذ پہنچنے سے قرآن کریم کی اہانت اور اس کے بے ادبی کا
انذیر ہے۔ اور وہ بڑا انسان تعویذ پہن کر لامحالہ بیت الخلاء اور دوسرے
ناپاک مقامات پر ضرور جائے گا جس سے قرآنی آیات کی اہانت اور
بے ادبی ہونا لازمی امر ہے، جو فعل حرام ہے۔

دراصل بات یہ ہے کہ جنہوں نے تمام کے معنی خیزات یعنی منکے، دانے
وغیرہ لئے یہ وہ بھی صحیح ہیں لیکن تمام میں قرآنی تعویذات بھی شامل ہیں جس طرح
مذہبہ بالانسان بل تردید دلائل سے ثابت ہوا۔ قیمتی جمعیتی تعویذ کے اور بھی بہت
دلائل ہیں، لیکن غیر الکلام ماقول و دل۔ اور یہ بھی اصول ہے "العبرة للعوۃ
للاخضرۃ" "اعتبار قوت (وزن) کو سہ کثرت کو نہیں" چنانچہ اگر قرآن کی
ایک دلیل کے مقابلے میں لاتعداد اقوال ہوں تو بیکار۔ اسی طرح ایک صحیح حدیث کے
مقابلے میں بے شمار باتیں ہوں تو بیخ۔ اسی طرح ایک صحابی یا تابعی کے قول کے مقابلے
کچھ آتا ہے تو وہ بھی عجیب۔ صحابہ و تابعین قیمتی جمعیتی کے معنی میں قرآن وغیرہ شرابی
سب تعویذات کو شامل کرتے تھے، ہمارے لئے یہی کافی ہے اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا فرمان "مَنْ تَعَلَّقَ قِيَمَةً فَقَدْ اشْرَكَ" (جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔

سعید بن جبیر فرماتے ہیں: جو شخص کسی کے گھر سے تعویذ وغیرہ کاٹ دے، اُس کو ایک
غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا (رواہ ابویں) عن عبد اللہ بن عکیم مرفوعاً۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بازو یا گلے میں کوئی تعویذ یا دھاگہ
لٹکاتا ہے۔ تو اس کی دزداری اُسی تعویذ یا دھاگے کے سپرد کر دی جاتی ہے (۱۶۷-۱۶۸)۔
اس لئے ہم ہر قسم کے تعویذ کو حرام سمجھتے ہیں، جس کا ٹکنا یا بازو پر باندھنا شرک
ہے۔ یہ سارا کاروبار شیعوں کی ایجاد ہے۔ ہاں اسلام میں صرف دم "جائز ہے" لا
بأس بالشرقی مالم یکن فیہ شرک "جن دلوں میں شرک کی افغان نہ ہوں اسی شخصت
ہے" اَلَّذِیْنَ آمَنُوا وَكَمْ يَلْبِسُوا اٰیْمَانَهُمْ ظُلُمًا وَّلَیْكَ لَھُمْ اَلْاَمْنُ وَھُمْ
مُھْتَدُونَ (الاحقاف: ۸۲) "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں
شرک کی آمیزش نہیں کی، انہی کیلئے امن ہے اور وہی راہِ راست پر ہیں"۔

آخر میں ہماری پکار یہ ہے کہ: کیا کوئی ایسا ہے جو شرک کو مٹائے اور تعویذ
خالص کو پھیلانے میں ہمارا ساتھ دینے پر تیار ہو۔ اور کہاں ہیں وہ لوگ جو صحابہ کرام
کے نقوش قدم کی رہنمائی میں باطل کو مٹا کر حق کی قیام کے لئے ہمارے مفسر بنیں۔
اور اللہ سے ابدی اور کس مدتی نعمتوں کے طلبگار بنیں؟

۞ ۞ ۞ ۞ ۞

شائع کردہ:

مَسْجِدِ تَوْحِيدِ تَوْرَہِیْنِ
تحصیل صوابی ضلع مردان، صوبہ خیبر

حسین علی صاحب (التوفی) کا موقف بھی عذابِ قبر کے سلسلے میں وہی ہے جو ڈاکٹر عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھیوں کا ہے۔

ملاحظہ ہو مولوی حسین علی صاحب (وال بچراں والے) کے تفسیری حاشیے سے
ماخوذ دُرُج ذیل عبارت :-

”حق یہ ہے کہ یہ سوال (منکر نکیر کا) عالمِ برزخ میں ہوتا ہے اور قبر، عالمِ برزخ ہی سے کنایہ ہے اور اس سے یہ معروف کرکھا مراد نہیں ورنہ بہت سی احادیث صحیحہ کا کوئی معنی ہی نہیں بن سکے گا مثلاً مومن کی قبر کا ستر گز فراخ ہونا اور کافر کی قبر کا تنگ ہونا۔ حالانکہ اس ظاہری قبر میں کوئی فراخی یا تنگی نہیں ہوتی۔ نیز مجرموں کو قبروں میں ایسے زہریلے سانپ کاٹتے ہیں کہ اگر وہ ایک سالس دُنیا میں نکالیں تو زمین پر کوئی سبزہ پیدا نہ ہو سکے۔ حالانکہ جہاں ہمنید اپنے مُردوں کو جلاتے ہیں وہاں قریب ہی اچھی اچھی فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ ان حدیثوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سوال صرف رُوح سے ہوتا ہے اور وہ بھی عالمِ برزخ میں نہ اس متعارف قبر اور گڑھے میں۔“

(بحوالہ قرآن مجید مترجم، ترجمہ مکمل، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی مع مختصر فوائد از رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علی کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ مارکیٹ راولپنڈی)

اس کے علاوہ اشاعت التوحید والسنتہ کے ایسے اور بھی حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں مثلاً شیخ القرآن ”غلام اللہ خان صاحب و محمد طاہر صاحب بخپری۔ لیکن جس طرح یہ اشاعت التوحید کے اکابرین اور ان کے استاد اپنے دیوبند کے اکابرین کے قرآن و حدیث کے برخلاف، عقائد کا رد کر کے ایمان خالص کے اظہار کی جرات نہ کر سکے وہاں ان کے نام نہاد پیر و کار مولوی عبدالسلام صاحب سے یہ توقع رکھنا عبث ہے کہ وہ مولوی حسین علی صاحب کو بھی عذابِ قبر کا منکر قرار دے سکیں۔ حالانکہ انصاف کا تقاضا تو یہی ہے۔